✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت صداقت مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

(تقریر نمبر4)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ(الجمعۃ:3-4)

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

سامعین کرام! حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار پر مشتمل جو قطعہ مَیں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھا ہے، اُس کا دوسرا مصرع ”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“ خاکسار کا آج کا موضوعِ سخن ہے۔ اِس سلسلہ میں یہ میری چوتھی تقریر ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّيْنَ

(جامع ترمذی کتاب العلم)

کہ تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال حکمت سے ایک چھوٹے سے جملہ میں تین شخصیات کا ذکر فرمایا۔ نمبر1 پر اپنی سنت کی پیروی۔ دوسرے نمبر پر خلفائے راشدین کی سنت اور تیسرے نمبر پر مہدیّین کے الفاظ کے استعمال سے حضرت مہدی علیہ السلام کے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو پکڑنے کی تلقین فرمائی۔ اِس حدیث سے بھی یہ سبق ملتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام مہدی علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تربیت اور صحبت سے ایسے وفادار صحابہ نصیب ہوں گے جو فعل و عمل سے ہمرنگ ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”صحبت میں بڑی تاثیر ہے۔ جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت کے ہی رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کئے بغیر نہ رہے گی۔ اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا۔“

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 247)

سامعین! مَیں اپنی گزشتہ تین تقاریر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی آخرین کے ہم مِثل صحابہ مماثلتیں اور یکرنگیاں بیان کر رہا ہوں۔ یہ اتنا وسیع، دلچسپ اور ایمان افروز سلسلہ ہے کہ اِس کے بیان کے لئے قرطاس کا انبار چاہیے۔ لکھا ہے کہ ایک مہاجر صحابیؓ نے قرآنی احکام کی فہرست تیار کر رکھی تھی اور اُن کی کوشش رہتی تھی کہ کوئی ایسا حکم قرآن کا نہ رہ جائے جس پر وہ عمل پیرا نہ ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ قرآنی حکم ”اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو“ پر تعمیل کی غرض

سے، مَیں ساری عمر کوشاں رہا۔ مدینہ کے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ کوئی مجھے کہہ دے کہ مَیں اِس وقت ملاقات نہیں کرنا چاہتا، تم واپس لوٹ جاؤ تو مَیں واپس لوٹ آؤں۔ مگر مجھے ایسی آواز سنائی نہ دی اور یہ حکم بغیر عمل کے رہ گیا۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن از ابوجعفر محمد بن جریر الطبری جلد 18 زیرِ آیت سورۃ النور:28)

جماعت احمدیہ میں بھی عشاقِ قرآن اور عشاقِ رسولؐ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ مَیں یہاں صرف حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی مثال دینا چاہوں گا جو اُن عشاقِ قرآن میں سے ایک تھے جنہوں نے احکامِ قرآنیہ کی فہرستیں تیار کر رکھی تھیں اور اپنی زندگی پر انہیں اپلائی کیا کرتے تھے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوانُ اللہ علیہم اپنے پیارے آقاؐ کے ساتھ ایسی بے نظیر محبّت وفدائیت کا تعلق رکھتے تھے کہ اس کے سامنے دنیا کی ہر چیز ہیچ تھی۔ آپؐ پر اپنی جان چھڑکتے اور پروانوں کی طرح فدا ہو جاتے۔ اصحابِ صُفَّہ اس کی بہت عظیم مثال ہے، ہر قسم کی دنیوی اغراض کو پسِ پشت ڈال کر اپنی زندگیوں کا لمحہ لمحہ اپنے آقا کی صحبت میں گزارنے والے تھے اور اس راہ میں بھوک کی شدت بھی روک نہ بنتی۔ جیسا کہ حضورؑ نے فرمایا:

قَدْ اٰثَرُوْكَ وَ فَارَقُوْ اَحْبَابَهُمْ

وَ تَبَاعَدُوْا مِنْ حَلْقَةِ الْاَخْوَانِ

انہوں نے ہر قسم کے دنیوی مال ومتاع کے مقابلہ پر تجھے ترجیح دی اور اپنی تمام دوستیوں اور رشتہ داریوں کو چھوڑ کر تیرے در پر دھونی رمالی اور تیرے ہی ہو کر رہ گئے۔

جب صحابہ مسیح موعودؑ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہاں بھی بے شمار ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ دہلی جماعت سے تعلق رکھنے والے فدائی حضرت میر قاسم علی صاحب رضی اللہ عنہ قبولِ احمدیت کی وجہ سے انجمن مؤید الاسلام کی انتظامیہ کی طرف سے ملازمت چھوڑنے پر مجبور کئے جاتے ہیں تو آپ بخوشی ملازمت چھوڑ دیتے ہیں مگر امام الزمان کا دامن چھوڑنا گوارا نہیں کرتے۔

(بدر 8/دسمبر 1905ء صفحہ 6)

حضرت مددخان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے اپنے وطن میں رمضان المبارک کے مہینے میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس دفعہ قادیان میں جاکر روزے رکھوں اور عید وہیں پڑھ کر پھر اپنی ملازمت پر جاؤں۔ اُن دنوں مَیں ابھی نیا نیا ہی فوج میں جمعدار بھرتی ہوا تھا۔ تو میری اس وقت ہر چند یہی خواہش تھی کہ اپنی ملازمت پر جانے سے پہلے مَیں قادیان جاؤں تا حضور کے چہرہ مبارک کا دیدار حاصل کر سکوں اور دوبارہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کروں۔ کیونکہ میری پہلی بیعت 1895ء یا 96ء کی تھی۔ کہتے ہیں یہ بیعت جو تھی وہ ڈاک کے ذریعے ہوئی تھی۔ نیز میرا اُن دنوں قادیان میں آنے کا پہلا موقع تھا اس لئے بھی میرے دل میں غالب خواہش پیدا ہوئی کہ ہو نہ ہو ضرور اس موقع پر حضور کا دیدار کیا جائے۔ اگر ملازمت پر چلا گیا تو پھر خدا جانے حضور کو دیکھنے کا شاید موقع ملے یا نہ ملے۔ لہٰذا یہی ارادہ کیا کہ پہلے قادیان ہی چلا جاؤں اور حضور کو دیکھ آؤں اور بعدہٗ وہاں سے واپس آکر اپنی ملازمت پر چلا جاؤں۔ مَیں قادیان کو جان کر یہاں آیا لیکن جونہی یہاں آکر میں نے حضور کے چہرہ مبارک کا دیدار کیا تو میرے دل میں یکلخت یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مجھ کو ساری ریاست کشمیر بھی مل جائے تو بھی مَیں آپ کو چھوڑ کر قادیان سے باہر ہرگز نہ جاؤں۔ یہ محض آپ کی کشش تھی جو مجھے واپس نہ جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ میرے لئے آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر قادیان سے باہر جانا بہت دشوار ہو گیا۔ یہاں تک کہ مجھے آپ کو دیکھتے ہی سب کچھ بھول گیا۔ میرے دل میں بس یہی ایک خیال پیدا ہو گیا کہ اگر باہر کہیں تیری تنخواہ ہزار روپیہ بھی ہو گئی تو کیا ہو گا؟ لیکن تیرے باہر چلے جانے پر پھر تجھ کو یہ نورانی اور مبارک چہرہ ہرگز نظر نہ آئے گا۔ مَیں نے اس خیال پر اپنے وطن کو جانا ترک کر دیا اور یہی خیال کیا کہ اگر آج یا کل تیری موت آجائے تو حضور ضرور ہی تیرا جنازہ پڑھائیں گے جن سے تیرا بیڑا پار ہو جائے گا۔ اور اللہ بھی راضی ہو جائے گا۔ اور قادیان میں ہی رہنے کا ارادہ کر لیا۔ میرا یہاں پر ہر روز کا یہی معمول ہو گیا کہ ہر روز ایک لفافہ دعا کے لئے حضور کی خدمت میں آپ کے در پر جاکر کسی کے ہاتھ بھجوا دیا کرتا مگر دل میں یہی خطرہ رہتا کہ کہیں حضور میرے اس عمل سے ناراض نہ ہو جائیں اور اپنے دل میں یہ محسوس نہ کریں کہ ہر وقت ہی تنگ کرتا رہتا ہے۔ لیکن میرا یہ خیال غلط نکلا۔ وہ اس لئے کہ ایک روز حضور نے مجھے تحریراً جواب میں فرمایا کہ آپ نے بہت ہی اچھا رویہ اختیار کر لیا ہے کہ مجھے یاد کراتے رہتے ہو جس پر میں بھی آپ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہتا ہوں۔ ان شاء اللہ پھر بھی کرتا رہوں گا۔“

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 4 صفحہ 95-96 روایت مددخان صاحب)

حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب گوڑ گانوی رضی اللہ عنہ نہایت مخلص اور باوفا مرید تھے، بیان کرتے ہیں:
"میرے گاؤں میں لوگ کہتے ہیں کہ قادیانی ہو تو گئے ہو، میاں کبھی مرو گے تو(نعوذ باللہ) کتے لاش گھسیٹیں گے یہاں تو کوئی جنازہ بھی نہ پڑھائے گا تو میں ان کو یہ شعر سنا دیتا ہوں کہ

مجنوں تھا قیس جو کہ بیاباں میں رہ گیا
ہم تو مریں گے یار کی دیوار کے تلے

اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس ایمانی حالت اور ثبات کے بدلے اُن کی وفات سے محض تین روز پہلے انہیں قادیان پہنچا دیا اور تیسرے روز سچ مچ اُسی یار کی دیوار تلے اپنے مولیٰ کو جان سونپ کر اپنی بات پوری کر گئے۔

(اصحاب احمد جلد دوم صفحہ 624)

حیدر آباد دکن سے بیعت کرنے والے سب سے پہلے خوش قسمت حضرت میر مردان علی صاحب رضی اللہ عنہ حضورؑ کے نام اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:
"اگر ہماری جانیں بھی حضورؑ کے قدموں پر نثار ہو جائیں تو ہم حق خدمت سے سُبکدوش نہیں ہو سکتے۔"

(الحکم 21/ جنوری 1903ء صفحہ 4)

سامعین کرام! اطاعت ہر جماعت اور نظام کا طرّہ امتیاز ہے۔ تاریخ پر سرسری نظر ڈالنے سے صحابہ کرام اطاعت کے اعلیٰ ترین نمونے پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔
حضرت ابو طلحہؓ کے مکان پر مجلس شراب لگی ہوئی تھی کہ اتنے میں گلی میں کسی نے آواز دی کہ شراب حرام کی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا پتہ تو کرو کہ یہ بات درست بھی ہے؟ مگر دوسرے لوگوں نے کہا نہیں پہلے شراب کے برتن توڑ دو پھر تصدیق کرنا۔ اگر بات غلط ہوئی تو شراب اور آجائے گی لیکن اگر بات درست ہوئی تو ہم کہیں حکم رسولؐ کے نافرمان نہ قرار پائیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں مَیں نے ایسا ہی کیا اور سونٹا مار کر شراب کے مٹکے توڑ دیئے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے بھی اطاعت کے وہ اعلیٰ نمونے دکھائے کہ قرونِ اولیٰ کی یادیں تازہ ہو گئیں۔ آقا کا پیغام ملتا ہے کہ دہلی پہنچو، تو حضرت مولوی نور الدین صاحب زادِ راہ تو دُور کی بات جوتا بھی درست طور پر نہیں پہنتے اور اطاعت اور کامل اطاعت کے جذبہ سے سرشار اسٹیشن کی طرف چل پڑتے ہیں مبادا تعمیل حکم میں تاخیر ہو جائے۔ دنیا کے عظیم ایوانوں تک پہنچنے والے صحابی مسیح موعودؑ حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سے ان کی کامیابیوں کا راز پوچھا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے "آقا کی اطاعت اور کامل اطاعت"
حضرت مولوی سکندر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن قادیان میں آکر رہنے سے پہلے بندہ یہاں آیا ہوا تھا۔ صبح سیر کے لئے حضرت اقدس تشریف لے گئے تو بندہ بھی ساتھ ہو لیا۔ کہتے ہیں بھینی بھانگر کے مقابلے پر بسراواں والے راستے جا رہے تھے کہ راستے میں جناب نے فرمایا کہ جو لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو چھوڑ نہیں سکتے، جن کے چھوڑنے سے کوئی ناراض نہیں ہوتا، جیسے حقہ نوشی، افیم، بھنگ، چرس وغیرہ تو ایسا آدمی بڑی باتوں کو کس طرح چھوڑ سکے گا جس کے چھوڑنے سے ماں باپ، بھائی برادر، دوست، آشنا ناراض ہوں۔ جیسے مذہب کی تبدیلی۔ اگر ان چھوٹی تکلیفوں کو برداشت نہیں کر سکتے تو بڑی تکلیفیں کس طرح برداشت کرو گے؟ کہتے ہیں کہ بندہ اُس وقت حُقّہ پیا کرتا تھا۔ اسی جگہ سنتے ہی قسم کھالی کہ حُقّہ نہیں پیوں گا تو اس طرح حقہ چھوٹ گیا۔ پہلے مَیں زور لگا چکا تھا اور نہیں چھوٹا تھا۔
(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 1 صفحہ 18-19 روایت مولوی سکندر علی صاحبؓ)
الغرض صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ مسیح موعودؑ کی مشابہت کے بے شمار واقعات ہیں، ان سب کے متعلق حضورؑ کے مبارک الفاظ میں مختصراً عرض ہے کہ:
"اُن میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن اُن کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے۔ اور آسمانی نشانوں سے اُن کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کو کھینچتا تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو وَآخَرِينَ مِنْهُمْ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔!!!" (ایّام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 306-307)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت کی وجہ سے، اُس نور کی وجہ سے جو آپؑ نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے صحابہ کی ایسی کایا پلٹی کہ ہر ایک، ایک عجیب شان رکھنے والا بن گیا۔ چاہے وہ غریب تھا یا امیر تھا، پڑھا لکھا تھا یا اَن پڑھ تھا، سب کے سب ہمیں ایک غیر معمولی رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں۔ توکّل ہے تو وہ اپنی ایک شان رکھتا ہے۔ خدمتِ دین کا جذبہ ہے تو وہ بے لوث اور عجیب شان والا ہے۔ قرآنِ کریم سے تعلق ہے تو اُس میں بھی گہرائی ہے، ایک محبت ہے، ایک پیار ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کا خود اُن کو قرآن سکھانا اور اُن کے دل و دماغ کو وہ عرفان عطا کرنا جو اُن کے خدا تعالیٰ سے خاص تعلق کی نشاندہی کرتا ہے یہ بھی اُن کا خاصہ ہے۔ اور پھر اسی طرح دوسرے معاملات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اُن سے ہر معاملے میں ایسا سلوک ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب پانے والوں سے ہی خدا تعالیٰ روا رکھتا ہے۔ پھر ان روایتوں میں ہمیں اپنے صحابہ کی مجالس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کو مسائل کے حل کا طریق سکھانا۔ یہ بتانا کہ فوری طور پر مختصر فقروں میں کس طرح جواب دینا ہے۔ مختصر فقروں میں ایسی تربیت جس سے مقابل کا دلائل و براہین سے مقابلہ کر سکیں۔ پس بہت ہی خوش قسمت تھے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ سو سال بعد اس غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کا زمانہ پایا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 ستمبر 2011ء)

سامعین کرام! آج کی اس نشست میں ہم نے ایمان و اخلاص، صبر و استقامت اور عشق و وفا کی لازوال داستانیں سنیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے فرمائے ہوئے اعلان ”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“ کو پورا کرنے والی ہیں۔ یہ ایمان افروز واقعات سننے کے بعد ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان واقعات کو اپنے اعمال و کردار کا حصہ بنائیں، یہ داستانیں ماضی کے قصے نہ رہیں بلکہ ہر دور میں زندہ ہوتی رہیں۔ کیونکہ اسی طرح سے اور ہاں اسی طرح سے آج ہم بھی ان عظیم صحابہ کے نقش قدم پر چل کر ایسی ہی داستانیں رقم کرسکتے ہیں۔

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡